بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحبتِ صادقین

انسان جب اس دنیا میں قدم رکھتا ہے جب ہی سے اس کے ماں باپ اس بچے کے بہتر مستقبل کے تعلق سے سوچتے ہیں۔نومولود کے آرام اوراس کی افزائش کی فکر کرتے ہیں۔جب وہ سن شعور کو پہنچتا ہے تو اس کی تعلیم کی فکر کرتے ہیں۔ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا لڑکا اور لڑکی اچھی تعلیم حاصل کریں۔اس کی تعلیم کے لئے اچھے سے اچھا اسکول تلاش کرتے ہیں۔امریکہ میں رہنے کے لئے اچھا ماحول(Nice neighborhoods)اور نامور اسکول کی تلاش شروع کی جاتی ہے۔والدین اپنی اولاد پر نظر رکھتے ہیں کہ وہ کن لوگوں میں وقت گزار رہے ہیں۔کہیں وہ محلے کے آوارہ لڑکوں کی صحبت میں تو نہیں ہیں اوران کو نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ بیٹا بری صحبت سے بچ کر رہو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو وغیرہ

اگر ہم اپنے بچپن میں اپنے بزرگوں کی نصیحتوں پر غور کرتے ہیں تو ہم کو اندازہ ہوتا ہے کہ ان باتوں میں کتنی گہرائی ہے۔ایک کہاوت ہے کہ آدمی جب مسجد سے نکلتا ہے چاہے وہ مسجد میں نماز پڑھ کر نکلا ہو یا نہ نکلا ہو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ایک نمازی ہے۔برخلاف اس کے کوئی شراب خانہ سے نکلے تو لوگ اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔اگرچیکہ اس نے شراب نہیں پی ہے۔ایک اور پرانی کہاوت ہے کہ اچھے کی صحبت میں اچھے اور برے کی صحبت میں برے بنو گے۔اوراس طرح یوں بھی کہا جاتا ہے کہ کریلا اس پہ نیم چڑھا(دونوں کڑوے)اور ایک پرانی کہاوت ہے کہ ’’خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے‘‘ یہ ہماری عام زندگی اور بول چال کی باتیں ہیں جس کو ہم پرانے خیالات سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں مگر اس کی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔یہ دونوں کہاوتیں یہ ثابت کر رہی ہیں کہ صحبت کا اثر ایک دوسرے پر ضرور پڑتا ہے۔یہاں پر ایک اور مثال دیتے ہیں جیسا کہ امریکہ یا Industrial world میں جہاں برف گرتی ہے جب آسمان سے برف گرنا شروع ہوتی ہے تو بالکل صاف شفاف اور پاک ہوتی ہے۔لیکن وہی برف زمین میں داخل ہوتی ہے تو اس کی آلودگی (Air pollution) سے کھانے کے قابل نہیں رہتی۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ امریکہ میں کئی جھیلیں (Lakes) ہیں ان جھیلوں میں Industrial waste کے ملنے کی وجہ سے Polluted ہوجاتی ہیں۔اس میں پلنے والی مچھلیاں بھی Polluted ہوکر کھانے کے قابل نہیں رہتیں۔

ان دونوں مثالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برف‘ پانی اور مچھلیوں کو صاف اور پاک‘ انسان کی غذا کے لئے پیدا کیا ہے۔مگر ان کو انسان نے ایسی گندی صحبت دی جس سے وہ ناپاک ہوگئیں۔اور وہ انسان کی غذا بننے کے قابل نہ رہیں۔اب تک تو ہم ایک عام بات یعنی ماحول اور اچھی صحبت کا ذکر کر رہے تھے اب ہم اس کی مزید اور وضاحت کرتے ہیں۔

صحبتِ صادقین کے معنی کیا ہیں؟ اوراس میں کون کون لوگ شامل ہوتے ہیں۔صادق کے معنی سچا‘ سچ بولنے والا‘ سچائی کو قبول کرنے والا ہوتے ہیں۔صادقین......صادق کی جمع ہے۔

علمائے دین نے صادقین ان لوگوں کو بتلایا ہے جن کے ایمان راسخ‘ نیتیں پاک اور سچی ہوں اور جو حقوق و امانت میں حق و انصاف سے کام لیں۔صادق وہی ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو سچ جان کر اپنے دل و جان سے اس پر عمل کرے اور باعمل رہے۔اور دنیا والوں کو

سچائی کا پیغام پہنچائے۔نیکی پر خود گامزن رہے اور دوسروں کو تلقین کرے اور جب کبھی برائی دیکھے تو اس کو روکے۔خود برائی سے بچے اور دوسروں کو بھی بچائے۔جب وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ لوگ اس کو صادق کہنے لگیں (جیسا کہ اہل مکہ محمد ﷺ کو نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ''صادق'' اور ''امین'' کہتے تھے) اللہ اور اس کے رسول کی رحمت اس پر پڑنے لگے۔

تم اچھی صحبت اختیار کرو جس طرح کہ تم ایک مشک وعنبر بیچنے والے کے ساتھ رہو گے چاہے تم اس سے لو یا نہ لو لیکن تمہارے کپڑوں میں خوشبو ضرور ہوگی۔اس کے برخلاف ایک لوہار کے پاس بیٹھو گے تو تمہارے کپڑوں میں دھویں کی بو ضرور بس جائے گی۔اس بات کو غور کرنے سے اس کی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ انسان پر صحبت کا اثر کس طرح پڑتا ہے وہ کس طرح دوسرے کا رنگ اپنے اوپر جما لیتا ہے۔آیئے اب ہم قرآن مجید کی آیت پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ

وَ ابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورہ المائدہ آیت ۳۵)

ترجمہ: اور اس کو (اللہ کو) پانے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں حضور نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ایک نبی اپنی امت میں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے وسیلہ کی تعریف یوں کی ہے۔''شیخ طریقت کی تلاش ہے اور وسیلہ سے یہی مراد ہے کہ وصال کا راستہ اسی سے ملتا ہے اور وہی اسے آشکار کرتا ہے جہاد سے مراد انہوں نے یہاں اپنے نفس اور انانیت کی فنا کرنا لی ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ کے قریب پہنچنے کے لئے تم کو کس کی ضرورت ہے۔اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کا وسیلہ؟ اگر ہم قرآن کو وسیلہ بناتے ہیں تو قرآن کو مکمل طور پر سمجھنا چاہیئے اس کو سمجھنے کے لئے ہم کو صاحب قرآن کی طرف دیکھنا چاہیئے۔مگر اب اللہ کے نبی ﷺ کے ظاہری حیات کا دور نہیں رہا نہ ہمارا مقام اتنا بلند ہے کہ ہم آپؐ سے راست روحانی فیض پانے کے قابل ہو جائیں۔اللہ کے نبی ﷺ کے اصحاب کا دور بھی بہت دور چلا گیا۔ہم اس وسیلہ سے بھی محروم ہو گئے پھر اولیاء کریم کو بھی ہم پا نہ سکے۔زمانے کی تیز رفتاری نے امام مہدی موعود علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے وسیلہ سے بھی محروم کر دیا۔اب یہ سوال ہوتا ہے کہ اللہ کا بندہ کیا وسیلہ سے محروم ہو جائے ایسا قطعی طور پر ہو نہیں سکتا۔کیونکہ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ قیامت تک کے لئے ہے تو پھر ہم کو ہر دور میں اس کی تلاش جاری رکھنا چاہیئے۔آج کی دنیا میں بھی ایسے لوگ ضرور موجود ہیں جن کے اعمال پچھلے دور کی یاد دلاتے ہیں۔اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوں گے۔جن کا شمار صالحین فقراء تارک الدنیا میں ہوگا اور جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔

سورہ فاتحہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھا رہا ہے کہ اس سے یوں دعا مانگو۔یہ دعا قیامت تک کے آنے والوں کے لئے ہے۔اور یہ دعا ایک خاص راستہ کی اور خاص لوگوں کی نشاندہی کر رہی ہے۔اب یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں؟ ان کی تعریف کیا ہے۔اور

یہاں ان لوگوں کے راستے کا کیا مطلب ہے۔ان کا راستہ کونسا تھا اور ان کا عمل کیا تھا پھر آخر میں ان لوگوں کو اللہ کی طرف سے کیا انعام ملا۔اور کس قسم کا انعام ملا؟ آیئے ہم اس بات پر غور کرتے ہیں۔سب سے پہلے تو ہم کو قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے خود قرآن ہی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے یا پھر صاحب قرآن یعنی کہ اللہ کے نبی محمد ﷺ جو کہ وہ خود ایک چلتا پھرتا قرآن تھے۔آپ کے احکامات' آپ کی تعلیم اور آپ کا عمل جسے آپ کے اصحاب نے سیکھا اس پر نہ صرف عمل کیا بلکہ ساری دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔اصحاب رسول نے یہ فیض اولیاء کریم تک پہنچایا۔مگر زمانے کی رفتار' صدیوں کے سفر' دنیاوی ملاؤں نے قرآنی آیتوں کو اپنے مفاد کی خاطر' تفسیر قرآن میں شک وشبہات پیدا کر دیئے۔کیونکہ لوگ قرآن کو تو بدل نہیں سکتے تھے لیکن بعض آیتوں کے مطلب اپنی یا زمانے کی موافقت میں ڈھالنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔آخر کار اللہ نے اپنے خلیفہ امام مہدی علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرما کر اللہ کے نبی کی دی ہوئی تعلیم کو پھر سے تازہ فرما دیا۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ''ان کے راستہ پر چلا'' یقیناً وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری حیات کے دور کے بعد آپ کے اصحاب پھر اولیاء کرام اور آخر میں امام مہدیؑ پھر ان کے اصحاب ہی ہوں گے مگر ان تمام میں ایک عمل بالکل واضح اور صاف تھا وہ صرف اور صرف اللہ کی محبت میں دیوانے' دنیا سے نفرت کرنے والے یعنی کہ فقراء تارک الدنیا تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے سورہ فاتحہ کی آیت کی تشریح یوں کی ہے۔اس تشریح سے ہماری گفتگو کو اور تقویت ملتی ہے۔

اھدنا .... ذکر تزکیہ

الصراط المستقیم .... ذکر تخلیہ

صراط الذین انعمت علیھم .... ذکر اولیاء

(سیر الاولیاء سید محمد بن مبارک کرمانیؒ صفحہ ۴۵۰)

ابو علی دقاقؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے نجات پائی ہے اس لئے پائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے ہی سے منتخب کر رکھا ہے۔(رسالہ قشریہ صفحہ ۲۹۲)

جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَاجتبنا هُم وَهَدَینا هُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُستَقِیم

ہم نے انہیں چن لیا اور صراطِ مستقیم پر چلا دیا۔

ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا راستہ کیا ہے اور ان پر چلنے والے کون لوگ ہیں۔

اب دوسرا سوال ہے کہ انعام کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ اصحاب رسول اور اولیاء اللہ اور امام آخر الزماں مہدی مراد اللہ کی تعلیم سے یہ اندازہ لگتا ہے کہ انعام کی صورت انسان کی بخشش یا جنت کی نوازش اور دوزخ سے نجات یا جیسا کہ جس کی جتنی محبت اس کی اتنی مزدوری یا یوں کہئے جس کی جتنی محبت اور اس میں جتنی فنائیت مالکِ قرآن کی طرف سے ان کو اتنا ہی انعام۔جب یہ بات کھل کر سامنے آ ہی گئی تو ہم کو ان لوگوں کی تلاش میں بھٹکنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔امام مہدیؑ کے صدقے سے ہمارے پاس آج بھی ایسے مرشدین موجود ہیں جو فقراء تارک الدنیا ہیں ہم ان کی صحبت میں رہ کر اپنے اعمال کو سدھار کر ''ان انعام یافتہ لوگوں'' کے زمرہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

علیکم بالصدق فان الصدق یقرب الٰھی البر والبر یقرب الٰھی الجنه وان العبد

لیصدق فیکتب عنداللہ صدیقا

”تم سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ سچائی اور نیکی بندے کو قریب کرتی ہے جنت سے بندہ جب سچ بولتا ہے تو اللہ کے پاس وہ صدیق لکھا جاتا ہے آپ ﷺ کا ارشاد یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان کے صرف سچ بولنے کی وجہ سے وہ صدیق کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ سچوں کی صحبت میں زندگی بسر کرنے پر کتنے درجات کتنے بلند ہوجاتے ہیں۔“

ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا سامان کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے بہت سی نمازیں اور بہت سے روزے تو ذخیرہ نہیں کئے مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

المرء من احبّ

یعنی آدمی (آخرت میں) اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے (اما غزالی احیاء العلوم)

اللہ کے رسول ﷺ کے اس ارشاد پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں جس کی محبت بسی ہوتی ہے وہ اسی کے گن گاتے رہتا ہے۔ اسی کے جیسا بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ یا اُسی کے پسندیدہ عمل کو اپنانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ عاشقِ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقام ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی اس کی محبت کو برقرار رکھتا ہے اور اس کا مقام دونوں جہاں کے مالک کے قدموں میں کردیتا ہے۔ یہ صلہ صرف حُبِّ رسول ﷺ کی بدولت نصیب ہوگا۔ اللہ والوں کی صحبت چاہے وہ ولی ہوں، عابد ہوں یا زاہد ہوں اور متقی پرہیزگار تارک الدنیا ہوں جس کی صحبت میں رہنے سے ایک عام آدمی پر ضرور اثر ہوگا۔ کیا عجب ہے کہ وہ ایک عام عبادت گزار سے آگے بڑھ کر ایک مقرب بندہ بن جائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

ہم پر سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر۔

یہ التحیات ہے جو ہر نمازی نماز میں پڑھتا ہے۔ جب اللہ کے نبی محمد ﷺ معراج کو تشریف لے گئے تو آسمانی دنیا والے آپ پر سلام بھیجے تو اس سلام کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا ”یعنی ہم پر سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر

کیا شان اور کیا محبت ہے اللہ کے نبی کی اپنی اُمت سے؟ اللہ کے خاص مقام پر پہنچ کر بھی اپنے اعزاز کے ساتھ اپنی امت کے صالحین کی سلامتی مانگ رہے ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صالحین کون لوگ ہیں جو بنیادی فرائض کو پورا کرنے کے علاوہ اپنی جان، اپنا مال اپنی اولاد اللہ کی راہ میں قربان کرنے والے اور اس سے بڑھ کر موت سے پہلے مرنے والے اپنی زندگی اور اپنی ہر سانس اللہ کی محبت میں صرف کرنے والے لوگ ہی اس درجہ کو پاسکتے ہیں۔ جو صوفی اولیاء کرام اور عابدوں تمام ناموں سے ایک ہی نام نکلتا ہے۔ وہ ہے تارک الدنیا۔ اب ہم صالحین کی تشریح کرتے ہیں۔

ابراہیم بن ادہمؒ نے طواف کرتے ہوئے ایک شخص سے کہا تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ جب تک تو یہ چھ گھاٹیاں طئے نہ کرلے تو صالحین کا رتبہ حاصل نہیں کرسکتا۔

(۱) ناز و نعمت کا دروازہ بند کردو سختی کا دروازہ کھول دو۔

(۲) عزت کا دروازہ بند کردو اور ذلّت کا دروازہ کھول دو۔

(۳) آرام وراحت کا دروازہ بند کردو اور کوشش کا دروازہ کھول دو۔

(۴) نیند کا دروازہ بند کردو اور بیداری کا دروازہ کھول دو۔

(۵) مال داری کا دروازہ بند کردو اور فقر کا دروازہ کھول دو۔

(٦) امید کا دروازہ بند کردو اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول دو۔

(رسالہ قشریہ............ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۱۴۷)

امام مہدی موعود علیہ السلام نے "عمل صالح" سے مراد ترکِ دنیا ارشاد فرمائی ہے۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔

جب ہم کو اس بات کا علم ہو چکا کہ صالحین کون ہیں اور عمل صالح کیا ہے تو ہماری ساری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم ایسے شخص کو تلاش کریں۔ ایسے شخص کی تلاش کرنے میں یہ بات ذہن میں ضرور رکھنی چاہئے کہ جیسے کہ ایک حکایت ہے کہ نظام الدین اولیاءؒ کو پانا ہے تو پہلے امیر خسروؒ بننا پڑتا ہے۔ اُس دور کے لحاظ سے اس دور ہی کی شخصیت مل سکتی ہے ورنہ شائد ساری زندگی تلاش میں ہی ختم ہو جائے۔ اور ایسے شخص کی خدمت میں رہ کر اس کی صحبت سے ہمارے اعمال ٹھیک ہو جائیں اس صالح بندہ کے فیض سے اللہ ہم کو صالحین کے زمرہ میں شامل فرمادے آمین۔

ہم نے اب تک آپ کو قرآن مجید کے ارشادات اور اللہ کے حبیب ﷺ کے ارشادات بتائے۔ اب آپ کو اصحابِ رسول ﷺ کے دور میں لے چلتے ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ: جب مکہ شریف میں مسلمانوں پر ظلم کی انتہا ہو گئی اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی ہجرت کرنے کا حکم دیا یہ سن کر ابوبکرؓ نے بھی اجازت مانگی تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا بھائی ابوبکر جلدی مت کرو اللہ نے چاہا تو تمہاری ہجرت کے لئے کوئی اچھی صحبت عطا کرے گا۔ اور آخر کار آپؓ کو ہجرت کے لئے ایسی صحبت اللہ کے نبیؐ کی رفاقت میں نصیب ہوئی جو قیامت تک کے لئے ایک مثال بن گئی۔

خواجہ سنائیؒ نے خلیفہ اولؓ کی شان میں یہ قصیدہ لکھا ہے۔ گھر پہ آپ سرور کائنات ﷺ کے مونس و غم خوار تھے اور غار حرا میں بھی دو میں ایک وہی تھے۔ زبان کے صادق اور جان سے صدیق۔ حضور پاک ﷺ کے مانند شفیق اور کعبۃ اللہ کی مانند عتیق تھے۔ حضور ﷺ کی بعثت اور اعلان نبوت پر ایک دنیا کفر پہ ڈٹ گئی مگر آپؓ نے تصدیق فرمائی۔ حضور پاک کے دکھ درد بٹانے کے لئے آپ کی روح تڑپ اٹھی اور فقر کا حلقہ لبادہ اوڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ (سیر الاولیاء......سید محمد بن مبارک کرمانیؒ صفحہ ۱۷)

حضرت عمرؓ: بدوں سے ملنے سے گوشہ نشینی بہتر ہے۔

آپؓ اپنے دور خلافت میں حضرت ابوبکرؓ کی بیوہ بیویوں میں سے ایک کو اپنی زوجیت میں لیا اور پھر تنہائی میں پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے معاملات اور مصروفیتوں کے سلسلہ میں کچھ بتاؤ تاکہ میں ان کی اتباع کر سکوں اس بی بی نے کہا میں صرف اس قدر جانتی ہوں کہ رات کا بیشتر حصہ وہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے جب صبح ہوتی تو سینہ مبارک سے آہ نکلتی جس سے جگر سوختہ کی بو آتی۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ بات سنی تو رو پڑے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنی اس نئی منکوحہ سے کہا تم سے نکاح کرنے کا مقصد محض اسی بات کی جستجو تھی ورنہ کوئی غرض درمیان نہ تھی۔ آپؓ نے اپنی بیٹی

حفصہؓ کو اللہ کے نبی ﷺ کی زوجیت میں دیا تھا اور آپؓ نے حضرت علیؓ کی دختر سے بھی ایک نکاح کیا تھا۔(امام حسینؓ کو اس پر اعتراض ہوا تو حضرت علیؓ نے کہا اگر تم عالم عرب میں عمر سے اچھا شخص پاؤ تو اپنی بہن کو اس کے عقد میں دے دینا) جب اس بات کا علم حضرت عمرؓ کو ہوا تو آپؓ نے کہا خدا کی قسم مجھ کو کوئی بات کی خواہش نہیں ہے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا تھا کہ قیامت کے دن حشر کے میدان میں صرف اور صرف اہل بیت ایک ساتھ جمع کئے جائیں گے۔اور میں صرف یہی چاہتا تھا کہ میں بھی اللہ کے نبی کے ساتھ قیامت میں اٹھوں۔

آپ ہم سب اچھی طرح سے جانتے ہیں کتنا بڑا مقام ہے عمرؓ کا۔کیسی شخصیت تھی آپ کی آپ تو اللہ کے محبوب اور نبی ﷺ کی خاص دعا کا ثمرہ تھے مگر اس کے باوجود حضرت عمرؓ کی کوشش کہ وہ ہر وقت ایسی صحبت کی جستجو اور کھوج میں رہتے تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں (سیر الاولیاء.........سید محمد بن مبارک کرمانیؒ صفحہ۱۶)

اصحاب صفّہ: مسجد نبوی کے چبوترے پر قیام کرتے اور ہمیشہ مصروف عبادت میں رہتے تھے۔ان کی کل تعداد ۷۰ سے ۷۰۰ تک تھی۔(عام طور پر وہ لوگ کام نہیں کرتے تھے نہ ان کی بیوی بچے تھے جب وہ شادی کر لیتے تو علیحدہ ہو جاتے تھے) وہ لوگ ہمیشہ اللہ کے رسول ﷺ پر نظر لگائے ہوئے ہوتے کہ کب آپ سے کوئی نئی بات معلوم ہو جائے۔ان لوگوں نے اپنی ساری زندگی صرف عبادت اور آنحضرت محمد ﷺ سے تربیت پانے کی نذر کر دی تھی۔واقعی خوش قسمت لوگ تھے جنہوں نے ایسی صحبت کو پسند کیا اور ایسے معلم کو چنا جو محسن انسانیت، رہبر کائنات، سارے جہاں میں سب سے بڑھ کر جسے علم دیا گیا، اور ان سے فیض حاصل کر کے قیامت تک کے تلاش حق اور طالب مولیٰ والوں کے لئے ایک مثال قائم کر دی۔ ایسی صحبت جس کے فیض سے اللہ کو پایا اور ایک مثالی نمونہ بن گئے۔

حضرت اویس قرنیؒ نے آنحضرت ﷺ سے کوسوں دور بیٹھے ہوئے بھی پیغمبر خدا ﷺ کا فیض حاصل کئے اور ابوجہل جو رات دن آنحضرت ﷺ کے اخلاق عظیمہ اور معجزات خاص کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن اس میں حصولِ فیض کی صلاحیت نہ تھی۔اس لئے فیض باطنی تو کیا لیتا، اسلام سے بھی بے بہرہ رہا اور کفر کی حالت میں مرا۔مرشد میں جس قدر قابلیت ہوگی اتنا ہی فیض اوپر کے بزرگوں سے حاصل کر سکے گا اور طالب فیض سے جتنی استعداد ہوگی اتنا ہی فیض اس کو ملے گا۔لیکن اس استعداد اور ظرف کو بڑھانے کی قابلیت بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کی ہے یہ قابلیت ''صحبت صادقین'' سے روز بروز بڑھتی ہی رہتی ہے۔(سراج منیر.........حضرت فقیر سید قطب الدین صفحہ۱۹۱)

آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ اولیائے اکرام اس تعلق سے کیا فرماتے ہیں۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ: آپؒ فرماتے ہیں نیک لوگوں کی صحبت میں نشست و برخواست نیک اعمال سرانجام دینے سے زیادہ بہتر ہے۔اسی طرح بروں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ مضرت رساں ہے۔(سفینۃ الاولیاء شہزادہ داداشکوہ صفحہ۲۶)

آپ کے ارشاد کے مطلب پر غور کیجئے کہ نیک لوگوں کی صحبت کی کتنی بڑی اہمیت ہے ان کی صحبت میں انسان کی زندگی ایک پل میں بھی بدل دی جا سکتی ہے۔اور اس کی زندگی میں ایک نیا نیک موڑ آ سکتا ہے اور وہ موڑ ایک راہ بن کر اس کو منزل مقصود کو پہنچا سکتی ہے۔برخلاف اس کے بُری صحبت اس کو ہمیشہ برائی کی رغبت دلاتی رہتی ہے اگرچیکہ وہ ایک آدھ بار نیکی کر بھی گزرے مگر وہ ہمیشہ گناہوں کی لذّت میں ڈوبا رہتا ہے۔

شیخ ابوالحسن فرقانیؒ: آپ کا ارشاد ہے کہ ہرگز کسی ایسے شخص کے پاس نشست و برخواست نہ رکھو جو خدا کی یاد میں تمہارا ساتھ نہ دے (سفینۃ الاولیاء صفحہ۹۵)

ہماری زندگی کا زیادہ تر وقت فضول ہنسی و مذاق کی محفلوں میں گزرتا ہے ایسے لوگوں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں جن سے ہم کو دنیا کا فائدہ پہنچتا

ہے۔ برخلاف اس کے ہم کو مساجد جانے اور صادقوں کی صحبت کے لئے وقت کی کمی رہتی ہے۔

حضرت شیخ ابوعبداللہ خفیفؒ: آپ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے امام اور قطب گزرے ہیں۔ آپ حسین بن منصور حلاجؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ روایت ہے کہ آپؒ نے کسی مسجد میں ایک جوان آدمی کو مراقبہ میں دیکھا اور بات چیت کرنے کی کوشش کی اتنے میں اس نوجوان نے کہا اے خفیفؒ "کسی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جس کے دیکھتے ہی خدا یاد آ جائے اور تیرے دل پر اس کی ہیبت طاری ہو وہ تجھے زبان حال سے نصیحت کرے، زبان قال سے نہیں" آپؒ نے ۳۷۱ھ میں رحلت فرمائی (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۹)

اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نوجوان کو ایک لمحہ بھی کسی سے بات کرنا گوارا نہیں تھا کیوں کہ ایک لمحہ کی بات چیت بھی اس کو یاد خدا سے غافل کر سکتی تھی۔ افسوس ہم اپنی ساری کی ساری زندگی فضول باتوں میں وقف کر دیتے ہیں اور اس بات کا ہم احساس بھی نہیں کرتے۔

حضرت شیخ بشر حافیؒ: آپؒ مرو کے قدیم باشندے ہیں۔ آپؒ کا قیام زیادہ تر بغداد میں رہا کرتا تھا۔ عراق کے بزرگوں میں سے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور فضیل بن عیاضؒ کی صحبت میں نشست و برخواست تھی۔ بیان کیا جاتا ہے جب تک آپؒ زندہ رہے بغداد کے راستے میں کسی چوپایہ نے گوبر اور کسی پرندہ نے بیٹ نہیں کی یہ اس لئے کہ آپ بالعموم برہنہ پا رہتے تھے۔ روایت میں آیا ہے کہ آپؒ نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اے بشر! تجھے علم ہے خدا نے تجھے اپنا محبوب کیوں بنالیا ہے اور معاصرین میں تیرا مقام بلند کیوں ہے؟ آپؒ نے عرض کیا مجھے علم نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم میری سنت پر عمل پیرا ہو اور جو صالحین ہیں ان کا دل سے احترام کرتے ہو۔ اپنے بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہو۔ تمہیں مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت ہے۔ آپ نے ۱۰/محرم ۲۲۷ھ کو رحلت فرمائی۔ جب آپؒ نے رحلت فرمائی تو آپؒ کے مکان سے لوگوں نے جنّات کے رونے کی آواز سنی۔ وصال کے بعد لوگوں نے آپؒ کو خواب میں دیکھا پوچھا گیا کہ خدا نے آپؒ کے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا بخش دیا مجھے بھی اور انہیں بھی جو میرے جنازہ میں شریک تھے۔ اور انہیں بھی جو قیامت تک مجھ سے تعلق خاطر اور دوستی رکھیں گے۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۳)

ابوعبداللہ مغربیؒ: آپؒ کا ارشاد ہے کہ درویش، لوگوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے ان کے دم قدم سے مصائب کی گھٹائیں چھٹ جاتی ہیں۔

حضرت غوث پاکؒ: اولیاء اللہ دنیا اور عقبیٰ کے تاجدار ہیں۔ آپ وسیلہ کے تعلق سے فرماتے ہیں "مرید کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اللہ کی عادت کریکہ جاری ہے کہ زمین میں شیخ بھی ہو، مرید بھی، صاحب اقتدار بھی اور ماتحت بھی، تابع بھی اور متبوع بھی۔

حضرت جنید بغدادیؒ: فرمایا اگر کوئی ایسا شخص تمہیں ملے جو خود بھی صاحب ایمان ہے اور اسے اولیاء اللہ سے حسن عقیدت بھی ہے اور وہ ان کے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس سے دعا کی استدعا کیا کرو تا کہ وہ تمہارے حق میں دست دعا دراز کرے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ: آپؒ کا ارشاد ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک اعمال سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور بُروں کی ہم نشینی بھی بدعملی سے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ہے۔

حضرت ابراہیم قصارؒ: آپؒ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پسندیدہ دو چیزیں ہیں ایک تو فقراء کی ہم نشینی اور دوسرے اولیاء اللہ سے عقیدت اور ان کی خدمت گزاری۔

حضرت ذوالنون مصریؒ: آپؒ کا ارشاد ہے کہ جس بندہ سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہو جاتا ہے اس کی زبان طعن و تشنیع اولیاء اللہ پر دراز ہو جاتی

ہے۔

حضرت ابوعبداللہ سنجریؒ: فرمایا سب سے زیادہ سودمند صلحا کی معیت اوران کی صحبت ہے۔افعال واقوال کی پیروی،اوراولیاء اللہ کے مزارات پرحاضری بھی کچھ کم سودمند نہیں ہے۔

شیخ سعدیؒ: آپؒ نے کیاخوب کہاہے۔

سگ اصحاب کہف روزے چند　　　پئے نیکاں گرفت ومردم شد
پسرِ نوح بابداں عبشت　　　خاندانِ نبوتش گم شد

ترجمہ:اصحاب کہف کا کتاچنددن نیکوں کی صحبت میں رہاانسان ہوگیا(ان کی طرح جنت کا حقدار ہوگیا) نوح کا بیٹابروں کی صحبت میں رہا تواس کا خاندان نبوت گم ہوگیا۔

شیخ سعدیؒ کی ایک اوراچھی حکایت ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ کسی صیاد نے ایک کوّے اورایک طوطی کوایک ہی پنجرے میں بند کردیا۔ طوطی کے لئے کوااورکوے کے لئے طوطی اجنبی تھے۔طوطی کوے کودیکھتی اوردل ہی دل میں کڑھتی کہ تقدیر نے مجھے کس عذاب میں پھنسادیا۔یہ موّا کالاکلوٹاہروقت نگاہوں کے سامنے رہتاہے۔اس کی شکل تو ایسی منحوس ہے اگرکسی دیوار پراس کی تصویر بنی ہوتوکوئی اس کے سائے میں آرام کرنا بھی پسند نہ کرے۔جوحال طوطی کا تھاوہی حال کوّے کا بھی تھا۔وہ ہروقت اس خیال سے پریشان رہتاتھاکہ کاتب تقدیر نے کس کی ہم نشینی مقدر میں لکھ دی ہے۔بکواسن ہروقت بکواس کرتی رہتی ہے۔اگرتقدیر میں قید ہوناہی لکھاتھاتوکوئی خاندانی کواساتھی ہوتا۔اس کی صورت دیکھ کروحشت ہوتی ہے۔

نیک ہو یا بد ہو نا جنسوں میں رہتے ہیں ملول　　　صحبت ناجنس سے بڑھ کر نہیں کوئی عذاب
اپنے ہم مثل کو بخشو ہم نشینی کا شرف　　　غیر کی محفل میں جاکر ہوتا ہے خراب

(حکایت شیخ سعدیؒ صفحہ۱۰۲)

اس حکایت سے ہم کو یہ نصیحت ملتی ہے کہ آدمی کس راہ پر چلنا چاہتا ہے کہ ایسی صحبت میں رہے جس سے وہ اپنے آپ کوخوش دیکھنا چاہتا ہے۔حالانکہ اس کی طبیعت اس سے کچھ اور چاہتی ہے۔بعض وقت وہ اپنے آپ کودھوکہ دیتاہے اس کاضمیر اس کوکوئی اورصحبت میں لے جانا چاہتا ہے جیساکہ آج کل کاماحول ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ مغربی تہذیب اپنانے سے ہم پراورہماری اولاد پر برے اثرات پڑتے ہیں پھربھی ہم اس کو اپنانے پرتلے ہوئے ہیں اوراس تہذیب کے حصول کوہم اعلیٰ معیار تصور کرتے ہیں حالانکہ وہ دراصل کوااورطوطے کی کہانی جیساہے۔دونوں کے راستے بالکل ہی جداہیں دونوں کی صحبت ایک دوسرے کے لئے زہر ہے۔ہم کوتو چاہئے کہ ہم ایسی صحبت تلاش کریں جس سے ہماراایمان تازہ ہواور آخرت کی فکرہو۔اس کے لئے ہم کوصادقوں کی صحبت تلاش کرنی چاہئے۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ: اپنے تمام اعضاء کوتمام ترممنوعات اورمکروہات شرعیہ سے قولاً، فعلاً باز رکھاجائے۔اورفضول آدمی کی نشست برخواست سے علیحدگی اختیار کی جائے اوروہ چیز جواللہ سے تعلق توڑدے اس کی کوئی قیمت نہیں اورباطل پرست لوگوں کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اوریہ بات بھی ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ جوشخص حق کاطلب گارنہیں وہ جھوٹااورباطل پرست ہے۔آپ نے فرمایاناپاکی کی دوقسمیں ہیں،ایک ناپاکی دل اوردوسری ناپاکی بدن کی اورجسم کی،عورت سے مجامعت کے بعد بدن ناپاک ہوجاتاہے اوربرے لوگوں کی صحبت میں

بیٹھنے سے دل، جسم کی پلیدی اور ناپاکی پانی سے ختم ہوتی ہے اور دل کی ناپاکی آنسوؤں سے دھلتی ہے۔(اخبار الاخیار......شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ ۱۷۸)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: آپ نے لکھا ہے کہ ''حالات کی بہترین اثر اندازی بلکہ افضل ترین عبادت، اہل کمال حضرات کی رفاقت اور مقربانِ دربارِ الٰہی کی ہم نشینی ہے۔ کیوں کہ ان کی استقامت کو دیکھ کر سالک کے لئے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکالیف آسان ہوجاتی ہیں بلکہ شکوک وشبہات جو بعد وحجاب کا سبب ہیں محض ان کی زیارت سے زائل ہوجاتے ہیں۔ اگر بفرضِ محال کسی آدمی میں اتنی صلاحیت واستعداد ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ کی صحبت سے استفادہ کرسکے لیکن اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اہل ولایت وکمال جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں اپنے پاس آنے جانے والے نااہلوں کو بھی نعمت خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں'' (اخبار الاخیار............شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ ۲۵)

فقراء: ہم نے آپ کو متقی، سچے اور نیک لوگوں کی صحبت کے تعلق سے اور اس کی اہمیت بیان کی اب ہم ایسی جماعت کا ذکر کریں گے جن کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی محبت کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ان لوگوں کی ہر سانس میں اللہ کا ذکر، ہر لمحے اس کی یاد میں بسر ہوتی تھی۔ آدم علیہ السلام سے آج تک اللہ کی ایک ایسی جماعت کا وجود رہا جس کے ذریعہ اللہ کا پیغام حق بندگان خدا کے لئے جاری ہے۔ ایسے افراد جو اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مختلف زمانوں میں ان کے چاہنے والوں نے ان کو مختلف ناموں کے القابات دیئے یا ان کو مختلف ناموں سے پکارا۔ جس کسی نے ایمان کی دولت پائی وہ توحید پرست کہلایا۔ پھر جس کسی نے اللہ کے فرائض پورے کئے وہ مومن کہلائے۔ جس کسی نے فرائض کے علاوہ سنتِ رسول اللہ ﷺ کی زیادہ تر پیروی کی وہ متقی پرہیزگار کہلائے مگر یہ تمام لوگ اس عمل کے ساتھ دنیاوی زندگی سے اپنی وابستگی کو برقرار رکھا۔ مگر بعض حضرات نے اپنی ساری زندگی اللہ کی خوشنودی اس کی چاہت میں ختم کردی۔ نہ صرف انہوں نے خود عمل کیا بلکہ اس کی تعلیم کو بندوں کو پہنچانے میں اپنی جانیں پیش کردیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہر زمانے میں ایسے حضرات کو مختلف ناموں سے پکارا گیا۔ جیسے کہ زاہد، عابد، راہب، درویش، صوفی، ولی اور فقراء (ممکن ہو ان میں تھوڑا بہت فرق اور نام کے پکارنے پر اختلاف ہو مگر یہ سارے اللہ کی چاہت کے متوالے تھے۔ ہمارے مضمون اس میں یہ مقصد نہیں ہے کہ ان کے مراتب اور فرق کو تفصیل سے بیان کیا جائے)

جو شخص دنیاوی اسباب کو اپنی خودی سے اور صلاحیت رکھنے کے باوجود اس سے دور رہے کیوں کہ وہ صرف طالب مولیٰ تھے۔ ایسے عمل کو فقر کہا جائے گا اور ایسا شخص فقیر کہلائے گا۔ اہل شام صوفیہ کرام کو فقراء کے نام سے پکارتے تھے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صوفیہ کو فقراء کے نام سے ہی پکارا ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰه

(صدقات) ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے

ایک روایت ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ جب تم فقراء کو دیکھو تو ان سے اسی طرح باتیں کرو جس طرح مالداروں سے کرتے ہو۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو جو علم بھی میں نے تمہیں دیا ہے اسے مٹی کے نیچے ڈال دو (رسالہ قشریہ صفحہ ۵۲۴)

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا فقراء مالداروں سے پانچسو سال (۵۰۰) پہلے جنت میں جائیں گے (پانچسو سال) آخرت کا آدھا دن ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے نزدیک ہوئے سنا کہ آپس میں مذاکرہ کررہے ہیں ان میں سے ایک نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام سے نوازا' کچھ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں' بعض نے کہا اللہ نے آدم علیہ السلام کو صفی بنایا۔آپ نے ان سے فرمایا لوگو میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تعجب دیکھا بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں' موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں' عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام بلاشبہ صفی اللہ ہیں۔حقیقتاً ان انبیائے کرام کی ایسی ہی شان ہے مگر غور سے سن لو میں حبیب اللہ ہوں اور یہ بات بغیر کسی فخر ومباہات کے کہہ رہا ہوں۔روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا' آدم علیہ السلام اور دیگر مخلوقِ خدا اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔سب سے پہلے میں جنت کے حلقوں کو حرکت دوں گا۔تو اللہ اسے میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔اور **فقرائے مومن** میرے ساتھ ہوں گے' میں یہ باتیں ازروئے فخر نہیں کہہ رہا ہوں' اللہ کے نزدیک اولین وآخرین سے زیادہ میری شان اور عزت ہوگی۔(ترمذی شریف' حجۃ اللہ علی العالمین............ علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ صفحہ ۷۹)

کسی صوفی سے حکایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد فقراء کی ایک جماعت ہے وہ اسی طرح تھے کہ آسمان سے دو فرشتے اترے ایک کے ہاتھ میں طشت تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا تھا۔اس نے طشت رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دی۔آپ نے ہاتھ دھوئے پھر آپ نے حکم دیا تو فقراء نے بھی ہاتھ دھوئے اس کے بعد طشت میرے سامنے رکھی گئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا اس کے ہاتھوں پر پانی نہ ڈالو کیونکہ یہ ان میں سے نہیں ہے۔اس پر میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپؐ سے مروی نہیں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے''انسان ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی'' آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ سے اور ان فقراء سے محبت رکھتا ہوں اس پر آپؐ نے فرمایا اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈالو۔کیونکہ یہ انہی میں سے ہے۔(رسالہ قشیریہ......ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری صفحہ ۷۰۶)

اصحاب صفّہ: .... یہ سب سے پہلی جماعت ہے جو دنیاوی ضروریات کو چھوڑ کر عبادت الٰہی اور حبِ رسول ﷺ پر اپنی ساری زندگی اس راستہ پر ختم کر دی۔ان لوگوں کو کسی نے صوفی کہا کسی نے فقراء کہا اور ہم نے تارک الدنیا کہا۔یہ اللہ اور اس کے نبی کے محبوب ترین لوگ تھے وہ ہمیشہ فقر وفاقہ کی حالت میں رہتے تھے۔ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔جب حضور ﷺ نماز پڑھا رہے ہوتے تو اصحاب صفّہ میں سے کئی افراد بھوک کے باعث کمزوری کی وجہ سے گر پڑتے۔اعراب کہتے یہ لوگ پاگل ہیں۔جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے''اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا (ثواب) ہے تو تم فقر اور فاقہ کا اضافہ چاہتے''(جامع ترمذی ۲:۵۹' سلوک وتصوف کا عملی دستور......ڈاکٹر طاہر قادری صفحہ ۴۵)

عمر بن خطابؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں کی محبت ہے اور صابر فقیر قیامت کے دن اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

علی بن ابی طالب: بشر بن حارثؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیؓ کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کی یا امیر المومنین مجھے کوئی نصیحت فرمایئے انہوں نے فرمایا:''مالداروں کا ثواب کی خاطر فقیروں کی طرف جھکنا کیا ہی عمدہ ہے مگر اس سے اچھی بات یہ ہے کہ فقیر اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ کرتے ہوئے مالداروں پر اکڑے۔(رسالہ قشیریہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری صفحہ ۶۹۸)

آ یئے اب ہم غور کرتے ہیں مختلف صوفیہ کرام نے فقراء کی تشریح کس انداز سے پیش کی ہے۔

ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ: آپ رسالہ قشیری میں لکھتے ہیں کہ فقر اللہ کے ولیوں کا شعار اور خواص کا زیور ہے۔اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں مثلاً اتقیاء اور انبیاء کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے۔اور فقراء وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر رکھا ہے۔اور یہ لوگ مخلوق میں اللہ کے راز کے متحمل ہوتے ہیں انہیں کی بدولت اللہ تعالیٰ مخلوق کی حفاظت کرتا ہے۔اور انہی کی برکت سے اللہ انہیں رزق میں وسعت دیتا ہے۔

خواجہ غریب نوازؒ: نے ارشاد فرمایا۔میں نے خواجہ عثمان ہارونی ؒ کی زبانی سنا فرماتے تھے کہ انسان مستحق فقراء اس وقت ہوتا ہے جب اس عالم فانی میں اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔(اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۶۹)

شیخ جمال احمد ہانسویؒ: آپ فرماتے ہیں کہ فقر ایک عمدہ اور بہترین خصلت ہے جس میں یہ صفات معرض وجود میں آتی ہیں تقویٰ' زہد' عبادت' فاقہ کشی' اکرام واحسان' ماسویٰ اللہ سے نفرت' ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ (اس کے ساتھ کافی اور خصوصیات بتلائی ہیں) ہر وہ فقیر جس کے اندر یہ جملہ صفات ہوں گی وہ **کامل فقیر** ہوگا اور جس کے اندر یہ صفات نہ ہوں گے وہ فقیر کہلانے کا حقدار نہیں۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ: فقیروں کے ہاتھ اور آستین چھوٹے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صوفی جب راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اپنا ہاتھ کاٹ دے تاکہ وہ غیر اللہ کے سامنے بغرض سوال دراز نہ ہونے پائے اور اگر وہ صوفی فی الواقع اپنا ہاتھ کاٹ دے تو وہ وضو' غسل اور مسلمان بھائیوں سے مصافحہ کرنے کے کار خیر سے محروم ہو جائے گا۔اور اس صورت میں کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔اس لئے وہ بجائے ہاتھ کاٹنے کے اپنی آستین یعنی دستِ سوال کو کھینچ لے اور کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرے۔اس طرز وطریق پر وہ اللہ کا ذکر اور یاد الٰہی کرے اور اپنا دامن سمیٹ لے۔(اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۲۵)

سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیرؒ: درویشوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔اے درویش یہ باتیں میں تجھ سے اس لئے کر رہا ہوں کہ تو مسافر ہے اور دوسرے مقیم ہیں شریعت کے مسافر کے لئے اقامت کی نیت درست نہیں' اس لئے کہ مسافر شریعت کی توجہ مال وملک کی طرف نہیں ہوا کرتی اور مسافر طریقت کی توجہ محض ذات باری کی طرف ہوتی ہے۔(اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۹۷)

شیخ فرید الدین گنج شکرؒ: آپ کہا کرتے تھے۔صابر فقیر کو شاکر غنی پر فوقیت حاصل ہے۔کیونکہ شاکر غنی کو وعدہ ہے مزید نعمت کا' اگر تم شکر بجا لاؤ گے تو ہم تم پر اپنی رحمت اور زیادہ کریں گے۔اور فقیر کو صبر میں بشارت ہے اپنی رفاقت کی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

دیکھ لیجئے اِس میں اُس میں کتنا فرق ہے قاضی محی الدین کاشانی نے نظام الدین اولیاء سے سوال کیا: **وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ** تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے' عام ہے۔اور **وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ** اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے' خاص ہے۔اس صورت میں خاص وعام کے درمیان فرق کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ عام کو (**یعلم ویریٰ**) صرف رفاقت ہے۔اور خاص کو رفاقت کے ساتھ عنایت بھی ہے یعنی **یُحِبُّ وَیَرْضٰی** محبت کرتا ہے اور راضی ہے۔

اس بات کو غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دولت والا اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے اور دوسرا اللہ کی راہ میں بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس

دینے کوسوائے راہ حق دکھانے کے سوا کچھ نہیں ہے پھر بھی وہ اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے۔(سیر الاولیاء......سید محمد بن مبارک کرمانیؒ صفحہ ۸۰)

آپ کا ارشاد درویش داناؤں میں مثل بدر ہے درمیان ستاروں کے۔فرمایا: اگر بلندی چاہتے ہو تو شکستہ دل لوگوں میں بیٹھو(سیر الاولیاء ......سید محمد بن مبارک کرمانیؒ)

حضرت ذوالنونؒ: سے فقیر صادق کے تعلق سے سوال کیا گیا تو کہنے لگے: فقیر صادق وہ ہوتا ہے جو خود کسی چیز سے مطمئن نہیں ہوتا بلکہ سب چیزیں اس سے اطمینان پاتی ہے۔

ابو محمد یٰسینؒ: فرماتے ہیں کہ میں نے ابن جلاء سے فقر کے متعلق سوال کیا تو پہلے تو آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ لوگ چلے گئے پھر آپ اپنی جگہ پر جا کر تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور فرمایا کہ میرے پاس چار وانگ (وانگ درہم کا چھٹا حصہ) تھے۔اس لئے مجھے اللہ سے شرم آئی کہ میں فقر کی بات کروں۔آپ نے جا کر کسی کو وہ درہم دیدیئے اس کے بعد بیٹھ گئے اور فقر پر گفتگو فرمائی۔

ابراہیم بن شیبانؒ:............ نے فرمایا کہ ہم اس شخص کی صحبت میں نہ بیٹھا کرتے تھے جو یہ کہتا کہ یہ جوتا میرا ہے۔(کیونکہ وہ فقیر ہی کیا؟ جو کسی چیز پر اپنی ملکیت بتائے۔(رسالہ قشیری ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری صفحہ ۵۶۱)

ابو عبداللہؒ ....فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے کہ ہر چیز اس کی ملکیت میں ہو مگر وہ کسی چیز کی ملکیت نہ ہو سکے۔

ابوالحارث اولاسی:............فرماتے ہیں: فقیر صادق کسی شئے سے انس نہیں رکھتا مگر جملہ اشیاء اس سے انس رکھتی ہے۔

حسین بن منصورؒ ....آپ نے کہا: فقیر صادق کے سامنے اگر اسباب پیش ہوں تو کامل رضا سے انہیں اختیار نہیں کرتا۔

ابو حفص نیشا پوریؒ............آپ نے فرمایا: فقیر صادق ہر وقت اپنی کیفیات کی دنیا میں مگن ہوتا ہے اور جو اس کی میں خلل انداز ہو وہ اسے اپنی دنیا سے نکال کر اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

جنید بغدادیؒ............آپ کا ارشاد ہے کہ: فقیر صادق کسی شئے سے غنا طلب نہیں کرتا بلکہ ہر شئے اس سے غنا طلب کرتی ہے۔

ابو تراب نخشیؒ ....آپ فرماتے ہیں فقیر کی خوراک وہ ہے جو اسے مل جائے' لباس وہ ہے جو اس کا ستر چھپا سکے اور مسکن (گھر) وہی ہو جہاں وہ اترے (رسالہ قشریہ......ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۱۷۵)

ابو عثمان سعید بن سلام المغربیؒ: آپ نے فرمایا جس نے فقراء کی صحبت پر مالداروں کی صحبت کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو دل کی موت کی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔(رسالہ قشریہ......ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۲۱۷)

ابوالحسن مزینؒ ....فرمایا: جو اللہ کے ساتھ ہو کر مخلوق سے مستغنی نہیں ہوتا خدا اسے مخلوق کا محتاج بنا دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ مستغنی ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کا محتاج بنا دیتا ہے۔(رسالہ قشریہ......ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۲۰۷)

ابو عبداللہ مغربیؒ: سب لوگوں سے زیادہ ذلیل وہ فقیر ہے جس نے مالدار سے مداہنت کی یا اس کے سامنے عاجزی کی اور سب لوگوں سے زیادہ عزت والا وہ مالدار انسان ہے جس نے فقراء کے سامنے عاجزی کی اور ان کے احترام کا لحاظ رکھا۔(رسالہ قشریہ......ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۱۹۳)

ابو بکر وراقؒ............فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں فقیر کے لئے خوشخبری ہے لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی فرمایا اس لئے کہ دنیا میں بادشاہ اس سے خراج نہیں لیتا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں مانگے گا۔

ابوحفصؒ ....سے کسی نے پوچھا: فقیر اپنے رب کے پاس کیا لے کر جائے؟ فرمایا فقیر کو اپنے رب کے پاس فقر کے سوا اور کون سی چیز لے کر جانا چاہئے۔

مرتعش نیشاپوریؒ: ....فقیر صادق کو مصائب و آلامِ روزگار ستاتے ہیں مگر اسے ان کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ (کتاب اللمع شیخ ابونصر سراجؒ صفحہ ۱۸۲)

ایک صوفی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ قیامت بپا ہے کسی نے کہا مالک بن دینارؒ اور محمد بن واسع کو جنت میں داخل کرو۔ اب میں دیکھنے لگا کہ ان میں کون سا شخص پہلے داخل ہوتا ہے۔ دیکھا کہ محمد بن واسع پہلے داخل ہوئے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب ملا کہ اس کے پاس صرف ایک قمیص تھی اور مالک بن دینارؒ کے پاس دو قمیص تھیں۔

ابو علی دقاقؒ: ....آپ کے پاس ایک فقیر جس نے ایک ٹاٹ کا کرتہ اور ٹاٹ کی ٹوپی پہن رکھی تھی ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے تفریح کے طور پر کہا یہ ٹاٹ کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں یہ ٹاٹ دنیا دے کر خریدا ہے اور بیچنے والے نے مجھ سے کہا اسے میرے پیاس بیچ دو اور آخرت لے لو مگر میں نے نہیں بیچا۔ (رسالہ قشریہ......ابوقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ صفحہ ۵۲۲)

محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ....ایک دفعہ سلطان علاء الدین خلجی نے بطور امتحان امور مملکت کے انتظام کے لئے محبوب سبحانیؒ کی خدمت میں چند فصلیں بھیجیں جن میں ایک فصل کا مضمون تھا۔

''حضرت شیخ کونین کے مخدوم ہیں لوگوں کے دینی اور دنیاوی اکثر حاجتیں آپ کے دربار سے پوری ہوتی ہیں اور اللہ نے دنیا کی مملکت کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں دے دی ہے' اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مملکت کے مسئلے آپ کے سپرد کر دیئے جائیں تا کہ جس امر میں مملکت کی بھلائی اور ہماری بہتری ہو آپ اس سے ہم لوگوں کو آگاہ فرما دیا کریں۔ اسی کے متعلق چند متعلقہ مرتبہ فصلیں جناب والا کی خدمت میں پیش ہیں' جس امر میں بھلائی اور خیر ہو اس کے نیچے تحریر فرما دیں تا کہ ہم اس پر عمل کرا سکیں'

سلطان علاء الدین خلجی نے یہ فرمان اپنے محبوب فرزند خضر خاں کے ذریعہ جو خواجہ نظام الدینؒ کا مرید بھی تھا ارسال خدمت کیا۔ خضر خاں نے جب یہ فرمان محبوب سبحانیؒ کے دست اقدس میں دیا تو آپ نے اسے کھولے بغیر حاضرین مجلس سے فرمایا آؤ فاتحہ پڑھیں۔ اس کے بعد فرمایا شاہی معاملات اور امور سے فقیروں کا کیا واسطہ' میں ایک فقیر' شہر کے ایک کونے میں پڑا ہوا بادشاہ اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعا کر رہا ہوں' اگر مجھے اس شہر میں رہنے کی وجہ سے پھر کچھ کہا گیا تو اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاؤں گا کیوں کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے' سلطان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا اور اس کے بعد آپ کا عقیدت مند ہو گیا' پھر آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں میں آپ کے غائبانہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ عدم موجودگی میں جو دعا کی جاتی ہے وہ پر تاثیر ہوتی ہے۔ سلطان نے اس کے بعد پھر ملنے کے لئے منت وسماجت کی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ فقیر کے گھر کے دو دروازہ ہیں اگر بادشاہ سلامت ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل کر باہر چلا جاؤں گا۔ (اخبار الاخیار..........شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ ۱۵۸)

مقربانِ دربارِ الٰہی کی ہم نشینی ہے کیوں کہ ان کی استقامت کو دیکھ کر سالک کے لئے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں بلکہ شکوک وشبہات جو بعد و حجاب کا سبب ہیں محض ان کی زیارت سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اگر بفرضِ محال کسی آدمی میں اتنی صلاحیت و استعداد ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ کی صحبت سے استفادہ کر سکے لیکن اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اہل ولایت وکمال جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے

ہیں اپنے پاس آنے جانے والے نااہلوں کو بھی نعمت خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں'' (اخبار الاخیار............شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ ۲۵)

امامنامہدی موعود علیہ السلام............آیئے اب ہم آپ کی تعلیم پر غور کرتے ہیں۔ آپ نے صحبت صادقین کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ''ایسی جماعت سے موافقت پیدا کرو جس سے ذکرِ خدا اور راہِ خدا آسان ہو جائے'' آپ نے ہجرت اور **صحبت صادقان** کو صفت گروہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ ''**صادقوں کی صحبت** کے بغیر دین میں واقف کاری نہیں ہو سکتی''

اصحابِ موعود کہتے ہیں سچے وہ لوگ ہیں جو موعود کے پانچوں اصول پر دل وجان سے مضبوط اور قائم ہیں۔ صادق کی صحبت نہ اختیار کرنے والے پر ہمارے یہاں منافقی کا حکم ہوا ہے۔ کیونکہ جس قدر رموز ونکات حضور مہدی کے احکام میں ہیں ان سب پر صحبت صادقین کے بغیر مطلع ہونا محالات سے ہے اور امر معروف اور نہی منکر یعنی جن باتوں کا دین کے اندر کرنے کا حکم ہے اور جو باتیں دین میں منع ہیں ان سے روکنے کا حکم کرنا اور جس طرح بنے روکنا اور کرانا۔ سویت یعنی سب کو برابر بانٹنا اور اجماع داخل صحبت صادقان ہے۔ (سیر مسعود وواقعات مہدی موعودؑ مولوی سید اشرف عرف اچھا میاں صاحب پالن پوری صفحہ ۳-۱۴۱)

شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ............آپ بچپن ہی سے طالب حق تھے آپ کا دل کسی جگہ نہیں لگتا تھا۔ آپ کے نانا ملک نصیرالدین مبارز الملک نے دیکھا کہ آپ کی عمر چودہ سال ہوگئی ہے اور آپ دنیا کی طرف مطلق مائل نہیں ہوتے ہیں آپ کے نانا نے آپ کے ماموں ملک نجنؓ سے کہا کہ سید خوندمیر کو لے جاؤ مرید کراؤ۔ مرید ہو جانے کے بعد پیر کے کہنے پر لامحالہ منصب سلطانی قبول کرلیں گے۔ ملک نجنؓ آپ کو مختلف پیروں کے پاس لے گئے جیسے کہ حضرت شیخ احمد کھٹوؒ کے مزار پر لے گئے سجادہ نے آپ کے لئے شجرہ ارادت لکھنا شروع کیا' بندگی میاں نے فرمایا: قبر پر مرید ہونے سے کیا فائدہ! پیر تو زندہ ہونا چاہئے تا کہ مرید کو تعلیم دے اور اس کا مقصد برلائے۔ آخر کار آپ کے نانا نے اپنا منصب معہ صوبہ داری بندگی میاں پر لکھا ڈالی اس پر بھی آپ کو کوئی خوشی نہ ہوئی۔ آپ کو کسی کی تلاش تھی آپ کا مقصد کچھ اور ہی تھا آپ کو کسی زندہ پیر کی تلاش تھی۔

آپ کو صحبت صادق' حصول دیدارِ خدا کا اشتیاق کس اعلیٰ پیمانے کا تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ آپ بلا ناغہ جامع مسجد کو نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اس وقت خطبہ میں صحابہ کرامؓ کے اوصاف حمیدہ سن کر اپنے دوست احباب کے سامنے اکثر فرمایا کرتے کہ: میں ایسی ہی مقدس ہستیوں کے دیکھنے کا آرزومند ہوں' دوست احباب کہتے کہ ''میاں یہ امر محال ہے کہ ایسے ابتر زمانہ میں ایسے پاسبانِ خدا پیدا ہوں!'' آپ فرماتے کہ ''کیا اللہ تعالیٰ قادر وتوانا نہیں ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے صاحب کمال پیدا کرے''

آخر کار آپ اپنے ماموں کے ساتھ امامناؑ کی خدمت میں پہنچے اور امامناؑ کی ایک ہی نظر نے آپ کی جستجو کو پوری کر دیا اور جس صحبت کی عرصہ سے تلاش تھی وہ حاصل ہوگئی۔

شاہ نظامؓ............آپ سلطنت جائیس کے رئیس تھے آپ طالب مولیٰ تھے۔ آپ اپنی آبائی ریاست اور رئیسانہ شان وشوکت کو چھوڑ کر پیرِ کامل کی تلاش میں اپنے وطن سے نکل کر حج کے لئے روانہ ہوئے وہاں ایک پیر سے بیعت کرنے کی کوشش کی آپ کی اس خواہش اور جوش کو دیکھ کر انہوں نے کہا میں آپ کو وہ نہ دے سکوں گا جس کی آپ کو تلاش ہے زمانے کے حالات بتارہے ہیں کہ مہدی موعودؑ کا ظہور قریب ہے اور شائد آپ کا ظہور ہندوستان میں ہو۔ آپ کا ظرف وہی پر کرسکیں گے۔ اس لئے آپ ہندوستان چلے جائیں تو بہتر ہے۔ وہاں سے آپ مدینہ منورہ گئے اور شام' عراق کا سفر کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور چاپانیر کو پہنچے وہاں سلیم خاں کی مسجد میں قیام کیا۔ سلیم خاں سے ایک پیر کامل کی اطلاع ملنے پر امامناؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امامناؑ نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

صورت کی ظاہر زینت کچھ نہیں اے بھائی آراستہ سیرت لے آ

اماؐمنا کی نظر کا وہ اثر ہوا کہ جذبہ میں غرق ہوگئے۔ پھر آپؑ نے پس خوردہ دیا تو ہوش میں آ گئے۔ اماؐمنا کی رحلت تک آپ کی صحبت اور خدمت میں رہے۔

شاہ دلاورؓ......... آپ راجہ رائے دلپت کے بھانجے تھے۔ کفر کے سایہ میں آنکھ کھلی اور اس ماحول میں پرورش پائی۔ شاہی محل کی زندگی کمسنی کا ماحول دنیا کی ہر عیش وعشرت کا سامان موجود تھا۔ رائے دلپت کی اماؐمنا سے جنگ میں شکست کے بعد آپ مال غنیمت میں سلطان حسین شرقی کے پاس آئے تھے۔ سلطان نے اپنی بہن سلیمہ خاتون کو پرورش کے لئے دیا تھا مگر آپ اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ یہ حالت ان پر گھنٹوں قائم رہتی تھی۔ شاہی خاندان کے کاموں میں آپ کا دل نہیں لگتا تھا یہ دیکھ کر سلیمہ خاتون نے آپ کو اماؐمنا کے پاس بھجوادیا اور عرض کرایا کہ صاحبزادہ میاں دلاور حضور کی خدمت میں رہنے کے قابل ہیں کیونکہ ان میں کچھ غیر معمولی صفات پائی جاتی ہیں۔ جب میاں دلاور آئے تو اماؐمنا نے فرمایا ''یہ دلاور نہیں شاہ دلاور ہے یہ میرا اور خدا کا مقبول ہے۔'' شاہی خاندان میں پرورش پائی لیکن ان کی فطرت چاہ رہی تھی ایک ایسی صحبت جس سے ان کی روح تسکین پاسکے۔ آخر کار اماؐمنا کی ایک ہی نظر نے ان کو وہ دے دیا جو زندگی بھر کی ریاضت بھی نہ دلاسکتی تھی (روایت ہے کہ اماؐمنا اور رائے دلپت کی جنگ کے دوران اس بچے کی نظر اماؐمنا کی نظر سے ملی ایک نظر نے ان کی دنیا ہی بدل دی تھی)

آپ حضرات جیسے کہ میاں سید خوندمیرؓ میاں شاہ نظامؓ دونوں طالب مولیٰ تھے۔ کامل پیر کی تلاش میں ایک مقام سے دوسرے مقام گئے۔ ان میں ایک تڑپ اور بے چینی تھی۔ ان کو ایسی صحبت کی جستجو تھی جو ان کو ان کے صحیح مقام پر پہنچا سکے۔ ان کی روح کی پیاس کو بجھا سکے۔ آخر کار اماؐمنا کی ایک ہی نظر نے ان کو وہ جام فنائیت پلا دیا۔ اماؐمنا نے ان کو ایسا فیض دیا کہ وہ امام آخر زماں مہدی موعودؑ کے خلفاء راشدین میں سے ہوگئے۔

شیخ صدرالدینؒ.......... اما منا مہدی موعود علیہ السلام شہر ٹھٹھہ پہنچے وہاں پر آپ کی کافی شہرت ہوئی تو والی سندھ نے اپنے پیر و مرشد شیخ صدرالدین کو تحقیقات کے لئے روانہ کیا۔ جب شیخ وہاں پہنچے تو اماؐمنا بیان قرآن فرمارہے تھے۔ جب وہ بیان قرآن سننے لگے تو انہوں نے ایسا محسوس کیا کہ ایسے نکات اور معانی انہوں نے اس سے پہلے کبھی کسی سے نہیں سنے۔ ان کے دل میں جو سوالات اور شبہات آرہے تھے اماؐمنا نے ایک ایک کرکے دور کردیئے۔ اماؐمنا نے ان کی خاموشی دیکھ کر پوچھا اے شیخ تمہیں میرے مہدی تسلیم کرنے میں کیا تامل ہے؟ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ چند مہینے آپ کی صحبت میں رہوں اور یقین کامل کے بعد تصدیق مہدیت کروں۔ اماؐمنا نے فرمایا مناسب ہے۔ آپ نے ان کے لئے ایک حجرہ کا انتظام کیا اور کہا کہ میرے بتائے ہوئے طریقہ پر ذکر کرو۔ تم پر خود بخود حق ظاہر ہوجائے گا۔ تین دن بھی پورے ہونے نہ پائے تھے کہ شیخ اپنے حجرہ سے باہر آکر مہدی موعودؑ کے قدموں پر گر پڑے اور تصدیق و بیعت سے مشرف ہوئے۔

نواب بہادر یار جنگؒ.......... اب ہم آپ کو تاریخ کے اس دور میں لے چلتے ہیں جو کہ ہم سے بہت دور نہیں ہے۔ حیدرآباد کے ایک محلے بیگم بازار کے ایک نوابی خاندان کے فرد جو عیش وعشرت کے ماحول میں پرورش پارہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی اور خاص مقصد کے لئے پیدا کیا تھا۔ جب آپ کمسن ہی تھے تو ایک وقت آپ کی نانی نے آپ کا سلام قبول نہیں کیا اور کہا کہ ہم تم سے بات نہیں کرتے کیونکہ آپ نے آج اللہ کو سلام نہیں کیا (یعنی تم نے قرآن مجید کی تلاوت نہیں کی) جب آپ نے نوجوانی کی عمر میں قدم رکھا تو اس دور کے عظیم عالم بحرالعلوم علامہ شمسی صاحبؒ سے تعلیم کی خواہش ظاہر کی۔ مگر علامہ نے آپ سے کئی بہانے کرتے ہوئے مختصراً آپ کی خواہش کو ٹالنا چاہتے تھے آپ کے بے حد اصرار اور شوق پر آپ کو صبح فجر کی نماز سے پہلے اپنی مسجد چنچل گوڑہ آنے کی دعوت دی۔ علامہ کے ذہن میں یہ تھا کہ نواب زادہ اتنی صبح حاضر نہ ہوسکے گا۔

آپ وقت سے پہلے ہی مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔ آخر کار اس شوق کو دیکھ کر علامہ نے تعلیم شروع کی۔ اور اپنے وقت' اپنی صحبت سے ان کو نوازا۔ نواب صاحب کی جو خداداد صلاحیت ان کے اندر موجود تھی اپنی صحبت و تعلیم سے اُجاگر کر دیا۔ حالانکہ اس دور کے ماحول کے حساب سے نواب زادہ کو اپنے ہم نصب امراؤں کی صحبت تلاش کرنی چاہئے تھی۔ مگر آپ نے وہ صحبت کو پسند کیا جس کی تعلیم آپ کو بچپن سے ملی تھی۔ جس سے وہ ہندوستان و پاکستان کی سیاست بلکہ اسلام کی تاریخ میں اپنا گہرا اثر چھوڑ گئے۔ آپ ایک سچے عاشقِ رسول' ایک پکے مہدوی تھے۔ ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے مہدوی کی تشریح ''کامل مومن'' سے فرمائی۔ دنیا نے ان کو قائد ملت نواب بہادر یار جنگؒ کے نام سے آج بھی خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ اور میرا یہ عقیدہ ہے نواب صاحب ایک ولی تھے۔ آپ نے جو تعلیم اور اپنا عمل دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ہم سب کے لئے خاص طور پر آج کے مہدویوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ کیونکہ آپ لاکھوں مسلمانوں کے قائد تھے۔ مگر وہ اپنی مہدویت پر چٹان کی طرح قائم تھے آپ کو اپنی سیاست یا اپنی شہرت سے زیادہ تصدیق مہدی پر ناز تھا۔

ہم نے یہاں پر مختصراً چند واقعات بیان کئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو تاریخ ایسے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہے۔ امامنؑا کی ایک ہی نگاہ نے سالوں کے فاصلے لمحوں میں طئے کرا دیئے۔ شرابی اپنی مستی' حاکم اپنی حکومت' سپاہی اپنی تلوار گھر بار قبیلے چھوڑ کے اور دنیاوی علائق کی قید اور زنجیروں کو توڑ کر آپ کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام چلنے لگے۔ بھوک اور پیاس کی تکالیف برداشت کیں۔ مگر آپ کی صحبت کو چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بنے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا حیات ظاہری کا دور گزر گیا۔ اولیاء کرام کی صحبت کا وقت ختم ہوگیا۔ پھر زمانے نے کروٹ اتنی تیزی سے بدلی کہ دورِ مہدی مراد اللہ کا وقت بھی بہت دور رہ گیا۔ اب تو قیامت کا دور بہت ہی قریب آ گیا ہے اب اپنے اپنے ایمان کو بچانے کی سخت ترین ضرورت ہے۔ اب تو نئے نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ہر آدمی اپنا ایک نیا اسلام پیش کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ شان نبوی ﷺ میں عجیب وغریب عقائد پیش کر رہے ہیں۔ اولیاء کرام کے عمل اور ان کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں۔ اور سب سے آخر امامنؑا کی تعلیم اور آپ کے احکامات پر اپنی ناچیز عقل سے اعتراضات کے ساتھ اس کو غلط (نعوذ باللہ) ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم ایسے دور سے گذر رہے ہیں کہ ہم کو ہمارا ایمان خطرہ میں نظر آ رہا ہے۔ ایسے وقت میں ہم کو صحیح تعلیم اور ہماری اپنی صحیح پہچان کی سخت ضرورت ہے۔ ایسی تعلیم جس سے نہ صرف ہمارا ایمان قائم رہے بلکہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دید بھی حاصل ہو۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ ہم کو صحبت صادقین نصیب ہو۔ جس سے ہم کو اللہ کی محبت حاصل کرنے اور ہماری پیدائش کے مقصد کو پانے میں مدد مل سکے۔

ہم نے آپ کو قرآن مجید کے احکامات' اللہ کے نبی ﷺ کے ارشادات اور اولیاء کرام کے حکایتوں سے پھر مہدی موعودؑ کی تعلیم اور آپ کے اصحاب کے عمل سے اس کی اہمیت اور فوائد سمجھانے کی کوشش کی' امید ہے کہ آپ اس مضمون کو پڑھ کر اپنے شک وشبہات دور کریں گے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

فرائض ولایت کے سلسلہ کا دوسرا مضمون ''صحبت صادقین'' آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اللہ نے چاہا تو آئندہ اس سلسلہ کے اور دوسرے مضامین بھی آپ کے پیش نظر کئے جائیں گے۔

میں پیرومرشد ابوالفتح سید نصرت تشریف اللہی صاحب کا بے حد مشکور ہوں آپ کی زیر سرپرستی اور اس مضمون پر نظر ثانی کی وجہ سے اس کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کر سکا اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت و درازی عمر عطا کرے۔

حیدرآباد میں پیرومرشد سید خدابخش خوندمیری میانجی میاں صاحب کی صحبت اور مشوروں سے بھی فیض حاصل ہوا۔ آپ کی ہمت افزائی سے اس مضمون کو لکھنے میں مدد ملی۔ میرے والد محترم الحاج فقیر محمد سرانداز خاں صاحب نے میرے پچھلے مضمون کو بے حد سراہا اور اس کام کو جاری رکھنے کی خواہش کی اللہ سے دعا ہے کہ دونوں بزرگوں کو صحت کے ساتھ درازی عمر عطا کرے۔ آمین

تمام تمام لوگوں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے پچھلے مضمون کو پڑھ کر میری ہمت افزائی کی۔ آپ سب سے میری گذارش ہے کہ اپنی رائے کے ساتھ اس بندہ کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کر کے توفیق عمل کی دعا کریں گے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ایک ایسی صحبت دلادے جس سے ہمارے دل میں اللہ کی فرمانبرداری، اس کی معرفت، محبت اور اس کی دید کی طلب ہمارے بجھے ہوئے دلوں کو روشن کردے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

آپ کا دینی بھائی

شہاب مہدی خاں شاہد

فرزند الحاج حضرت فقیر محمد سرانداز خاں عرف داجے خاں صاحب